علمی مضامین سلسلہ نمبر۳۴

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔(اِدارہ)

چند ضروری مسائلِ حج

﴿ نظرِ ثانی وعنوانات : مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

(۱) '' اَشْہُرِ حَجْ '' شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کہلاتے ہیں۔

(۲) '' قِرَانْ '' کے معنٰی ہیں ملانا یعنی ایک ہی احرام سے عمرہ اَور حج کرنا، '' تَمَتُّعْ '' کے معنٰی ہیں فائدہ حاصل کرنا اور وہ اِس طرح ہوتا ہے کہ ایک ہی سال کے اشہرِ حج میں ایک ہی سفر سے پہلے تو عمرہ کرے اور بعد میں حج کے قریب حج کا احرام باندھے۔اور اگر بغیر عمرہ کے فقط حج کا احرام باندھا جائے تو اِسے ''اِفْرَادْ'' کہا جاتا ہے (یعنی اکیلا حج کرنا)۔

(۳) جو حاجی شوال سے پہلے مکہ مکرمہ میں پہنچ جائے اور وہیں (مکہ مکرمہ میں یا میقات کے اَندر) عید کا چاند ہو جائے تو وہ حکماً مکی ہوگا [۱] اُسے کچھ مسائل پیش آتے ہیں جنھیں آسان کر کے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

(۴) اگر یہ شخص مکہ مکرمہ میں ہی ٹھہرا رہے تو اُس کے لیے ''تمتع'' اور ''قِران'' جائز نہ ہوں گے۔

(۵) قیامِ مکہ شریف کے دوران یہ جتنے چاہے عمرے کر سکتا ہے جیسے اہلِ مکہ کر سکتے ہیں۔

---

[۱] یہ مسئلہ اُس زمانہ کا ہے جب لوگوں کو رمضان میں عمرہ کرنے کے بعد حج کرنے تک سعودی عرب میں ٹھہرنے کی اجازت تھی۔اب بھی اگر کوئی شخص رمضان میں عمرہ کرنے کے بعد حج کرنے تک کسی طریقے سے مکہ مکرمہ میں ٹھہر جائے تو اُس کا یہی حکم ہے۔(عبدالواحد غفرلہٗ)

(۶) ایسے شخص کو مکہ سے باہر کسی مقام پر جو میقات سے خارج ہو، کسی ضرورت سے یا تفریحاً جانا جائز ہے (شرح مناسک ملا علی قاریؒ ص ۱۹۰) (مثلاً مدینہ طیبہ یا طائف وغیرہ جانا چاہے تو جائز ہے) اور پھر قِران بھی کرسکتا ہے۔ (اِرشاد ص ۱۸۶ حاشیہ مناسک ملا علی قاریؒ) اور عدم کراہۃ قِران وعمرہ ص ۱۷۲ متن باب القِران میں اور ص ۱۸۳ اور ص ۱۸۴ حاشیہ مسمّٰی اِرشاد میں ہے۔ [۱]

(۷) ہاں کسی مکی کا یا ایسے شخص کا جو حکماً مکی ہو چکا ہو اِس نیت سے میقات سے باہر جانا جائز نہیں کہ وہاں جاکر احرام باندھیں گے اور قِران کریں گے (ص ۱۸۷) اِسی طرح تمتع کی نیت سے جانا بھی دُرست نہیں (ص ۱۸۵)۔ [۲]

(۸) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ تمتع میں ایک ہی سفر سے مراد یہ ہے کہ وہ (اشہرِ حج میں عمرہ کرنے کے بعد کسی اور علاقہ میں جائے تو جائے لیکن) گھر لوٹ کر واپس نہ جائے، اور صاحبین یعنی امام ابویوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ سفر ایک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مکہ شریف کے علاوہ کسی دُوسرے مقام پر (مثلاً طائف یا مدینہ شریف) پندرہ دن سے زیادہ نہ ٹھہرے۔

---

[۱] فی منسك الكرمانی عن ابن سماعة عن محمد اِذا دخلت اشهر الحج وهو بمكة او دخل الميقات ثم خرج الى الكوفة لم يصح قرانه عند ابی حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ وهو الصحيح لكن قال فی الفتح بعد ما ذكر ما مرو وقد يقال انه لا يتعلق به خطاب المنع مطلقا بل ما دام بمكة. فاذا خرج الى الآفاق التحق باهله لما عرف ان كل من وصل الى مكان صار ملحقا به كالآفاق اذا قصد بستان بنی عامر حتی جاز له دخول مكة بلا احرام وغير ذالك. واصل هذه الكلية الاجماع على ان الآفاقی اذا قدم بعمرة فی اشهر الحج كان احرامه بالحج من الحرم ان لم يقم بمكة الا يوما واحدا .... ثم رايت فی شرح الجامع الصغير لمولانا القاضی فخرالدين قاضيخان وغيره ما يؤيده حيث قال فيه ولو خرج المكی الى لكوفة لحاجة ثم عاد فقرن واحرم من الميقات بحجة وعمرة كان قارنا لان القارن من يحج من الاحرامين من الميقات وقد وجد (ارشاد الساری ص ۱۸۶)

[۲] ويمكن الجمع بين الروايتين بانه ان خرج الى الكوفة مثلا فی الاشهر قاصدا للقران لايجوز قرانه لخروجه للاحرام على وجه غير مشروع (ارشاد الساری ص ۱۸۷)

اَب حسبِ ذیل مسائل سمجھئے :

اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ پہنچا اوراُس نے اشہرِحج میں عمرہ کیا (چاہے ایک عمرہ کیا ہو یا چند عمرے کیے ہوں) اور پھر وہاں سے کسی ایسے مقام پر گیا جو میقات سے باہر تھا جیسے طائف وغیرہ پھر گھر واپس جانے سے پہلے پہلے حج کرلیا تو اُسے تمتع کا اَجر ملے گا۔لیکن اِس شکل میں صاحبینؒ یہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ طائف وغیرہ میں پندرہ دن سے کم ٹھہرا ہے تب تو واپسی پر چاہے وہ فقط حج کا احرام باندھ کر حج کرے،وہ امام اعظمؒ کے اِرشاد کی طرح ''مُتمتع'' ہوگا۔اوراگر پندرہ دن سے زیادہ وہاں ٹھہرا رہے تو (تمتع کی نیت سے کیا ہوا عمرہ قابل شمار نہ رہے گا اَور) اَب اگر مکہ شریف آتے وقت وہ (نئے سرے سے) عمرہ کا احرام باندھ کر آئے گا تو اُس کا یہ تمتع ہوگا ورنہ فقط ''اِفْرَاد'' ہوگا۔

ایک شکل یہ ہے کہ ایک شخص نے اشہرِحج سے پہلے مکہ مکرمہ میں قیام کیا (اور مکی کے حکم میں ہوگیا۔وہ) پھر اشہرِحج میں مثلاً طائف چلا گیا اور وہاں سے (مکہ مکرمہ کی طرف) واپسی پر میقات سے گزرتے ہوئے صرف عمرہ کا احرام باندھا (اور عمرہ کیا) پھر مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھا۔تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چونکہ وہ مکی ہو چکا تھا اِس لیے متمتع نہ ہوگا جبکہ صاحبینؒ کے نزدیک وہ متمتع ہوگا اَور اِس صورت میں اُسے دمِ شکر تمتع دینا چاہیے اِسی میں احتیاط ہے۔(ص۱۸۸)۔ [۱]

اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ سے اشہرِحج شروع ہونے سے پہلے مثلاً طائف چلا گیا اور پھر اشہرِحج میں عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آیا تو وہ بالاتفاق متمتع ہے۔

حامد میاں غفرلہٗ

۲۸؍شوال ۱۳۸۳ھ چہارشنبہ

۱۱؍مارچ ۱۹۶۴ء

☆ ☆ ☆

---

[۱] ومن کان آفاقیا غیر طائفی فان خرج من مکة قبل اشهر الحج ثم عاد فیها واحرم بعمرة وحج من عامه فهو متمتع علی قولهما ویلزمه دم التمتع (ارشاد الساری ص۱۸۸)